چند اہم عصری مسائل

پر

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند سے صادر کیئے گئے فتاویٰ

﴿ جلد دوم ﴾

افادات

مفتی زین الاسلام قاسمی الہ آبادی
مفتی دارالعلوم دیوبند

حسبِ ہدایت

نمونۂ سلف حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

www.besturdubooks.wordpress.com

یوگا کی شرعی حیثیت

مکرمی ومحترمی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج گرامی بہ عافیت ہو !

سوال: ﴿۱۵﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں؟

اسلام کی بنیاد عقیدۂ توحید پر ہے، اللہ تعالیٰ کو واحد ویکتا ماننا، اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی اور کو شریک نہ سمجھنا اور جو افعال عبادت کے طور پر انجام دیئے جاتے ہیں، اُن کو اللہ ہی کے لیے خالص رکھنا، یہ ساری باتیں عقیدۂ توحید میں شامل ہیں، مخلوق خواہ اپنے جسم، نافعیت اور تأثیر کے اعتبار سے کتنی بھی بڑی نظر آئے، وہ معبود نہیں ہوسکتی، وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی اور انسان کے لیے اپنے حقیقی خالق ومالک کے پہچاننے کا ذریعہ ہے، اس سلسلہ میں مسلمان ہرگز کوئی سمجھوتہ نہیں کرسکتا؛ بلکہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ مسلمان ہی باقی نہیں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں اپنی جو بے شمار نشانیاں رکھی ہیں، ان میں ایک سورج بھی ہے، جو ہمارے لیے روشنی کا خزانہ ہے، جس کی گردش سے موسموں کی تبدیلی، تاریخوں کی تعیین اور جس کی شعاؤں سے ہمارے ماحول کی حفاظت متعلق ہے؛ اسی لیے قرآن مجید میں بار بار اللہ کی ایک نعمت کی حیثیت سے اس کا ذکر کیا گیا ہے؛ لیکن اس بات کو بھی واضح فرمادیا گیا ہے کہ وہ بہرحال عبادت کے لائق نہیں، عبادت تو اسی ذات کی کی جائے گی، جس نے سورج کو اور اس پوری کائنات کو پیدا کیا ہے، قرآن مجید میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ موجود ہے، جس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان کی قوم بتوں کے ساتھ ساتھ سورج، چاند اور ستاروں کی بھی پرستش کیا کرتی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو اس سے باز آنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ جو چیز نکل کر ڈوب جاتی ہو، جس کو دوام واستمرار اور بقاء وقرار حاصل نہ ہو، وہ خدا کیسے ہوسکتی ہے؟ چوں کہ جزیرۃ العرب کے گردوپیش آفتاب پرست قومیں بھی موجود تھیں؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درجہ احتیاط برتی کہ سورج کے طلوع ہونے،

www.besturdubooks.wordpress.com

سورج کے نصف آسمان پر ہونے اور سورج کے غروب ہونے کے وقت نماز پڑھنے سے بھی منع فرما دیا؛ کیوں کہ سورج کی پرستار قومیں عام طور پر انہیں اوقات میں سورج کی پوجا کیا کرتی ہیں؛ اس لیے یہ بات ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے لیے کوئی بھی ایسا عمل قابل قبول نہیں ہے، جس میں سورج کے معبود ہونے کا شبہ ہو اور اس کے ساتھ پوجا یا اس کے مماثل عمل کیا جائے۔

ہمارا ملک ہندوستان مختلف مذاہب اور ثقافتوں کا گلدستہ ہے؛ اسی لیے اس کی بنیاد سیکولرزم پر رکھی گئی ہے، جس میں عوام کو نجی طور سے اپنے اپنے مذاہب پر عمل کرنے کی اجازت ہے؛ لیکن حکومت کسی خاص مذہب کی نمائندہ نہیں ہوسکتی، وہ سرکاری اداروں میں کسی ایسے طریقے کو رواج نہیں دے سکتی، جو کسی ایک گروہ کے مذہبی فکر و عمل کو ظاہر کرتی ہو، اسی طرح وہ کسی ایک گروہ کی ثقافت کو تمام لوگوں پر مسلط نہیں کرسکتی، اسی اصول پر قائم رہنے میں اس ملک کا وقار، اس کی سلامتی اور مختلف طبقوں کے درمیان ہم آہنگی موقوف ہے۔

افسوس کہ ماضی میں جب سے فرقہ پرست طاقتیں بام اقتدار پر پہنچی ہیں، انہوں نے کوشش شروع کردی ہے کہ ایک خاص مذہب اور تہذیب کو پورے ملک پر مسلّط کردیا جائے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''یوگا'' اور ''سوریہ نمسکار'' ہے، سوریہ نمسکار کا اسلامی نقطۂ نظر سے غلط اور ناقابلِ قبول ہونا بالکل واضح ہے؛ لیکن جو قومیں دوسری قوموں کو اپنے اندر جذب کرلینے کا مزاج رکھتی ہیں، ان کا ایک پرفریب طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کو کسی عام قسم کے عمل میں شامل کر کے پیش کرتی ہیں؛ تاکہ جو لوگ اس کے قائل نہ ہوں وہ بھی اس کو قبول کرلیں، ہندوستان میں برہمنوں کے اس طریقۂ کار کی ایک تاریخ رہی ہے، اہلِ نظر کا خیال ہے کہ یوگا اور سوریہ نمسکار بھی اسی طرح کی ایک کوشش ہے، جہاں سوریہ نمسکار کے مشرکانہ عمل ہونے پر اتفاق ہے، وہیں یوگا کی ایسی صورت جس میں سوریہ نمسکار یعنی سورج کے سامنے ہاتھ جوڑنا نہ پایا جاتا ہو اور مختلف مرحلوں میں اشلوک نہ پڑھے جاتے ہوں، کے بارے میں ایک حد تک نقطۂ نظر کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ اس سلسلے میں عوامی سطح پر بھی تحریک شروع کرنے جا رہا ہے، جس میں مسلمانوں کو مسئلہ کی حقیقت سے واقف کرایا جائے گا اور سیکولر برادرانِ وطن کو ساتھ لیا جائے گا

www.besturdubooks.wordpress.com

نیز عدالتی سطح پر بھی دستوری تقاضوں کی حفاظت کی جدو جہد کی جائے گی، اس پسِ منظر میں یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ علماء وارباب افتاء کی ایک نشست رکھ کر متفقہ نقطۂ نظر تک پہنچنے کی کوشش کی جائے؛ لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ درج ذیل سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں :

{۱} جو لوگ توحید کا عقیدہ رکھتے ہوئے سوریہ نمسکار نہ کریں؛ بلکہ اس کو غلط سمجھنے کے باوجود رواداری اور ایک رسمی عمل کے طور پر اس کے مرتکب ہوں، ان کے لیے کیا حکم ہے؟ وہ فسق عملی کے مرتکب ہیں یا فسق اعتقادی کے؟

{۲} یوگا میں سوریہ نمسکار کے علاوہ مختلف اشلوک بھی پڑھے جاتے ہیں، اگر کوئی شخص سوریہ نمسکار تو نہ کرے؛ لیکن اشلوک پڑھے تو اس طرح یوگا کرنے کا کیا حکم ہوگا؟

{۳} یوگا میں ابتداء میں اور مختلف مرحلوں میں بھی ''اوم'' کا لفظ بولا جاتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سنسکرت میں خدا کو پکارنے کی تعبیر ہے اور یہ گویا ''اللہ'' ہی کے مفہوم کو ادا کرتا ہے، تو کوئی شخص سورج کے سامنے ہاتھ تو نہ جوڑے؛ لیکن ''اوم'' کا لفظ استعمال کرے، کیا یہ بات جائز ہوگی؟

{۴} اگر سوریہ نمسکار بھی نہ ہو، اشلوک بھی نہ پڑھے جائیں اور ''اوم'' بھی نہ کہا جائے، تب بھی بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ یوگا کے مختلف آسنوں کے مطابق ورزش برہمنی مذہبی پیشواؤں کا عمل رہا ہے اور مذہبی کتابوں میں اس کی ترغیب دی گئی ہے تو کیا یہ عمل تشبہ بالکفار کے دائرہ میں نہیں آئے گا؟

والسلام

محمد ولی رحمانی

کارگزار جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

۱۱۳۸ر۶ر۱۴۳۶ھ

باسمہٖ تعالیٰ

الجواب وباللہ التّوفیق :

یہ حقیقت ہے کہ ''یوگا'' محض حفظان صحت کا ذریعہ اور صرف ایک جسمانی ورزش نہیں ہے؛

www.besturdubooks.wordpress.com

بلکہ یہ ہندوانہ طریقۂ عبادت اور ''پرماتما'' تک پہونچنے کا برہمنی مذہبی طریقہ ہے جیسا کہ ہندو دھرم کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے (۱)

یوگا کی اہمیت و فضیلت، تعلیمات و ہدایات ویدوں اور بھگوت گیتا وغیرہ میں تفصیل سے موجود ہیں، چناں چہ اس کا طریقہ بتاتے ہوئے کرشن جی نے ارجن سے کہا:

'' آدمی کو چاہیے کہ گوشۂ تنہائی میں صاف ستھری جگہ پر آسن (نشست) لگائے آسن ستھر ہو یعنی بالکل حرکت نہ کرے سر گردن اور پیٹھ کی ہڈی کو ایک سیدھ میں قائم رکھے اپنی نظر کو صرف ناک کی نوک میں جمائے رکھے، کسی طرف نہ دیکھے اس وقت کسی طرح کا خوف فکر دل میں نہ لائے اور ''من'' کی تمام لہروں (خیالات) کو روکنے کی کوشش کرے اور صرف ''پرماتما'' کا دھیان کرے، اس طرح ابھیاس (مشق) کرنے سے من آتما میں محو ہو کر ایک نا قابل بیان آنند محسوس کرتا ہے، جسم اور دنیا سے بے تعلق ہو جاتا ہے'' (۲)

مذکورہ اقتباس میں تقریباً وہ تمام چیزیں ہیں جن سے مروجہ ''یوگا'' پہچانا جاتا ہے؛ چناں چہ آسنا (جسم کی خاص ساخت اور وضع) دھارنا (کسی خاص چیز پر توجہ مرکوز کرنا) دھیانا (آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرنا) اور ضبط نفس وغیرہ کی تعلیم اس طریقے میں موجود ہے، پھر یہ طریقہ خود ہندوؤں کے بھگوان ''شری کرشن'' کا تلقین کردہ ہے جو پرماتما تک پہونچنے اور برہم (ذاتِ حق) میں واصل ہونے کے لیے اپنے خاص بھگت (عقیدت مند) اور متر کو بتلایا گیا ہے جیسا کہ شریمد بھگوت گیتا میں اس کی صراحت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مروجہ یوگا اصلاً وہی ''یوگ ابھیاس'' ہے جس کی تعلیم و تفصیل ویدوں اور بھگوت گیتا وغیرہ میں موجود ہے؛ اس لیے اصل مذہبی تعلیم کے مطابق یہ پرماتما تک پہونچنے کا ایک مؤثر ذریعہ اور بہترین طریقۂ عبادت ہے۔

(۱) دیکھئے نغمۂ الوہیت ترجمہ بھگوت گیتا، ص: ۴۲/۱۳۳/۱۳۶/ گیتا امرت چھٹا ادھیائے، یوگ ابھیاس، ص: ۷۱/۷۲، گیتا گیان چھٹا ادھیائے ص: ۳۶، شریمد بھگوت گیتا، دوسرا ادھیائے، ص: ۵۶/۵۷/۵۸، تیسرا ادھیائے، ص: ۶۰/۶۷، چوتھا ادھیائے: ۶۸، چھٹا ادھیائے، ص: ۹۳/۹۴، گیتا امرت یوگ ابھیاس، ص: ۷۱/۷۲، گیتا گیان چھٹا ادھیائے ص: ۹۳/۹۴ وغیرہ)

(۲) گیتا امرت چھٹا ادھیائے، یوگ ابھیاس ص: ۶۷/۶۸۔

www.besturdubooks.wordpress.com

رہا جسمانی فائدہ اور بدنی ورزش تو یہ اس کی ثانوی حیثیت ہے؛ اسی لیے مذہبی کتابوں میں یہ صراحت ملتی ہے کہ ''یوگا'' روح کو پاکیزہ کرنے، مکتی (نجات) حاصل کرنے اور عبادت کی نیت سے کرنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص صرف جسمانی ورزش یا کسی دنیوی فائدے کے لیے یوگا کرتا ہے تو بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے، گاندھی جی یوگا کے لیے ''تصحیح نیت'' پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ورزشوں میں یہ ورزش نہایت اچھی ہے، جسمانی ورزش کے خیال سے اس کی عادت ڈالنا نہایت ضروری ہے؛ لیکن جب یہ عمل دنیاوی کامیابی اور چمتکار دیکھنے کے لیے کیا جاتا ہے، تو میں نے دیکھا ہے کہ فائدہ کے بجائے نقصان ہی ہوتا ہے'' (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ مذہبی تعلیم کے اعتبار سے یوگا عبادت ہے اور اسے عبادت کی نیت سے ہی کرنا چاہیے۔

نیز یوگا کے ارکان وافعال، حرکات وسکنات، مخصوص وضع، خاص ہیئت اور اشلوک وآسن وغیرہ سے بھی واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی جڑیں ہندوانہ مذہبی تعلیمات سے جڑی ہوئی ہیں اسی طرح عرفاً بھی اسے ہندوؤں کی عبادت اور ان کا مذہبی شعار ہی سمجھا جاتا ہے۔

اور یہ طے شدہ امر ہے کہ غیر مسلم جن کاموں کو مذہبی نقطۂ نظر سے یا عبادت کے طور پر کرتے ہیں، ان کاموں کو اختیار کرنا، ان کے قومی یا مذہبی شعار کو اپنانا مسلمانوں کے لیے مطلقاً ناجائز اور حرام ہے، قرآن کریم میں کفار ومشرکین کی طرف ''میلان ورکون'' یعنی مذہبی امور میں ان کی موافقت ومخالطت؛ بلکہ مشابہت پر بھی عذابِ نار کی وعید وارد ہوئی ہے، **قال تعالیٰ: ولا ترکنوا إلی الّذین ظلموا فتمسّکم النّار** (۲)

اس آیت کے ذیل میں تفسیر قرطبی میں ہے: **فتمسّکم النّار أي تحرقکم بمخالطتهم وموافقتهم في أمورهم** (۳) ....

(۱) گیتا گیان، ص: ۳۶، چھٹا ادھیائے، ط: گرام سیوا پرکاش، کرنال۔

(۲) سورۂ ہود، آیت: ۱۱۳۔

(۳) تفسیر قرطبی، سورۂ ہود، آیت: ۱۱۳۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اسی طرح صاحب **البحر المحیط** اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: **والنّهيُ متناول لانحطاطٍ في هَوَاهُم والانقطاع إليهم .... والتّشبّه بهم والتزيّ بزِيّهم**(۱)

یعنی ظالمین وکفار کی مذہبی امور میں مشابہت اختیار کرنے والا، اوران کے قومی یا مذہبی شعار کو اپنانے والا بھی اس قرآنی وعید کا مصداق ہے، اسی طرح حدیث میں بھی اس پر بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے، مشہور حدیث ہے: **من تشبّه بقومٍ فهو منهم**(۲)

آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ کسی مذہبی چیز میں اگر غیروں کی مشابہت دیکھتے تو اس پر نکیر فرماتے: چناں چہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے چھوٹے بچے کے سر پر بالوں کی دو چوٹیاں دیکھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں کاٹ دو اس لیے کہ یہ یہود کا مذہبی شعار ہے۔ **احلقوا هذين ، أو قُصُّوهما؛ فإن هذا زِيّ اليهود، قال في عون المعبود: زيّ اليهود أي شعارهم وعاداتهم في رؤس أولادهم فخالفوهم .... فعُلِمَ أن زيَّ اليهود حتّى في الشّعر ممّا يطلب عدمه** (۳)

اسی طرح نماز جو اسلامی عبادت ہے، طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوالِ آفتاب کے وقت مسلمانوں کو اس کے پڑھنے سے روک دیا گیا؛ کیوں کہ سورج پرست قومیں ان اوقات میں سورج کی عبادت کرتی ہیں (اس لیے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے) اسی طرح روزہ اسلامی عبادت ہے؛ لیکن آپ ﷺ نے صرف ایک دن یوم عاشورہ کا روزہ رکھنے سے یہود کی مشابہت سے بچنے کے لیے منع کردیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس مذہبی عمل میں غیروں کی مشابہت ہو اس میں اگر چہ ان کی مشابہت کا قصد وارادہ نہ ہو، تب بھی وہ ناجائز اور ممنوع ہوتا ہے، اس کی اور واضح مثال قرآن کریم کی یہ آیت ہے۔﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا﴾(۴)

---

(۱) البحر المحيط لأبي حيان الغرناطي: ۳۵۰/۵، سورۂ ہود، آیت: ۱۱۳۔
(۲) أخرجه أبو داؤد، باب في لبس الشّهرة، رقم: ۴۰۳۰۔
(۳) عون المعبود: ۱۶۸/۱۱، باب في أخذ الشّارب .
(۴) سورۂ بقرہ، آیت: ۱۰۴۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس آیت میں صحابۂ کرام کو لفظ "راعنا" کہنے سے منع کردیا گیا ہے اگرچہ صحابۂ کرام کے حاشیۂ خیال میں بھی وہ معنی نہیں تھے جس معنی میں یہود اس کلمہ کو استعمال کرتے تھے؛ لیکن ان کی مشابہت ضرور تھی اس لیے "راعنا" کے بجائے "انظرنا" کہنے کا حکم دیا گیا تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے ذیل میں ہے: نهى الله تعالىٰ عباده أن يتشبّهوا بالكافرين في مقالهم وأفعالهم(۱)

اسی طرح علامہ ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں: ولا يخفى نزاهة ساحة الصحابة أن يوَرُّوا كما كانت اليهود يُوَرُّونَ ومع هذا تراهم نُهُوْا عن هذه اللّفظة ، وما هذا إلاّ من باب سدّ الذرائع وقطع التّشبّه بالكفّار (۲)

لہٰذا "یوگا" چاہے صرف جسمانی ورزش کی نیت سے کیا جائے، ہندوؤں کی مذہبی عبادت اور ان کے اعتقادو نظریات کا بالکل قصد نہ ہو تب بھی مسلمانوں کے لیے یہ عمل ممنوع ہوگا۔

اسلام حفظان صحت کا مخالف نہیں ہے، اسلام کی نظر میں صحت کی حفاظت نہ صرف جائز بلکہ واجب اور ضروری ہے، ہر وہ عمل جو صحت کو خراب کردے اسلام کی نظر میں ممنوع ہے، المؤمن القويُّ خير وأحبّ إلى الله من المؤمن الضّعيف (۳) (یعنی طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر ہے) سے اسلام کی نظر میں حفظان صحت کی اہمیت واضح ہے؛ لیکن جو چیز اسلامی اصولوں سے متصادم ہوگی اسلام کی روح اور اس کے مزاج کے خلاف ہوگی اسلام ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتا؛ اگرچہ اس میں کچھ منافع بھی ہوں۔قال تعالىٰ: وإثمهما أكبر من نفعهما(۴)

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

{۱} یوگا میں "سوریہ نمسکار" رواداری کے طور پر کرنا بھی حرام و ناجائز ہے یہ چوں کہ غیر اللہ کی عبادت ہے؛ اس لیے کسی مسلمان کے لیے اس کا کرنا باعث اندیشہ کفر ہے۔

---

(۱) التّفسير لابن كثير: ۳۲۸/۱. سورۂ بقرہ، آیت:۱۰۴۔

(۲) أحكام القرآن للتّهانوي: ۵۴/۱۔سورۂ بقرہ، آیت:۱۰۴۔

(۳) مسلم: رقم:۲۶۶۴، باب في الأمور بالقوّة .

(۴) سورۂ بقرہ، آیت:۲۱۹۔

www.besturdubooks.wordpress.com

{۲-۳} بعض ''اشلوک'' شرکیہ مفہوم پر مشتمل ہیں اسی طرح لفظ ''اوم'' ان کے مذہبی ''یوگ'' کا جز ہے؛ لہٰذا اس طرح کے کلمات کہہ کر یوگا کرنا ناجائز اور ممنوع ہے۔

{۴} ''یوگا'' اپنی مجموعی ہیئت اور مخصوص وضع کے ساتھ جس طرح بھی کیا جائے خواہ اشلوک وغیرہ نہ پڑھے جائیں، لفظ ''اوم'' کی جگہ لفظ خدا کہا جائے یا جسمانی ورزش کے طور پر کیا جائے، بہر حال مسلمانوں کے لیے یہ قابل احتراز ہے، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں: طرقِ ورزش میں بھی تشبہ باہل باطل ممنوع ہے، جب کہ دوسرے طرق ورزش کے اس محظور سے خالی پائے جاویں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر: زین الاسلام قاسمی الہ آبادی مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۷/۱۱/۱۴۳۶ھ/۳/۹/۲۰۱۵ء

الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، محمود حسن غفرلہ بلند شہری

فخر الاسلام عفی عنہ، وقار علی غفرلہ، العبد محمد مصعب عفی عنہ، محمد اسد اللہ غفرلہ

مفتیان دارالعلوم دیوبند

(۱) إمداد الفتاویٰ: ۴/۲۶۷، ط زکریا دیوبند.

www.besturdubooks.wordpress.com